



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیعت کا جو عام طریقہ صوفیوں میں جاری ہے کیا اس طریقہ سے رسول اللہ ﷺ بیعت کرتے تھے؟ اور جو صرف کتاب و سنت پر عامل ہو اس کی اصلاح باطن ہو جاتی ہے یا صوفیوں کا محتاج ہونا پڑتا ہے اور اخیر نزاع کے وقت امداد کر کے ایمان پر غارتہ کراتے ہیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

!و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

: بیعت کی کئی قسمیں ہیں مثلاً

- (1) بیعت خلافت۔
- (2) بیعت الاسلام۔
- (3) بیعت ہجرت و جہاد۔
- (4) بیعت شہادت و ثبوت فی الجہاد۔
- (5) بیعت تسک بخیل التقویٰ یا
- (6) بیعت توبہ و ترک معاصی و پابندی احکام شرعیہ۔
- (7) بیعت ارادہ برائے حصول مقامات عرفان و وصول منازل احسان۔

سے محافظت نماز ادا انگلی زکوٰۃ اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کی پہلی چار قسموں کے جواز میں کوئی شبہ ہی نہیں۔ پانچویں قسم یعنی: بیعت توبہ بھی جائز اور مباح ہے۔ واجب اور فرض نہیں ہے آں حضرت ﷺ نے حضرت جریر بیعت لی تھی۔ اور 8ھ میں سورۃ ممتحنہ کے نزول اور فتح مکہ کے بعد مدینہ میں انصار و مہاجرین کی ایک جماعت سے ان امور پر بیعت لی جو بیعت النساء والی آیت میں مذکور ہیں۔ (بخاری وغیرہ) اور فقراء مہاجرین سے اس امر پر بیعت لی کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھلائیں اور نہ کچھ مانگیں ابن ماجہ

اور عورتوں سے ترک نوحہ کی بیعت لی، بخاری وغیرہ اور ظاہر ہے کہ ان حدیثوں میں جس بیعت کا ذکر ہے وہ نہ بیعت خلافت و امارت تھی نہ بیعت اسلام نہ بیعت ہجرت و جہاد بلکہ بیعت توبہ و عزم ترک معاصی و پابندی (2) احکام شرعیہ تھی۔ یا یوں کہنے کے بیٹ تسک بالسنہ و اجتنب عن البدعہ و التزام طاعات تھی۔ خلاصہ یہ کہ یہ محض استیثاق عہد تھا اور اس سے مقصود تزکیہ و اصلاح تھا۔ رہا یہ شبہ کہ آں حضرت ﷺ مسلمانوں کے امیر اور بادشاہ اور خلیفہ اللہ فی الارض تھے۔ اس لیے مسلمانوں سے آپ کی ہر بیعت بحیثیت خلیفہ اللہ فی الارض اور امیر و بادشاہ ہونے کے تھی پس خلفاء اور امرا مسلمین کے لیے ہی بیعت جائز اور مباح ہوگی۔ نہ علماء اور شیوخ کے لیے۔

سو واضح ہو کہ کہ یہ شبہ بے موقع اور بے محل ہے۔ اس لیے کہ آں حضرت ﷺ کی دو حیثیتیں تھیں ایک خلیفہ اللہ فی الارض ہونے کی۔ اور دوسری: عالم اور معلم کتاب و سنت اور مرزکی امت ہونے کی پس علیٰ ہذا اخلاطہ والامارۃ جو بیعت لی ہو وہ خلفاء کے لیے مشروع ہوگی اور کتاب و سنت کا معلم اور امت کا مرزکی و مصلح ہونے کی جہت سے جو بیعت لی ہوگی وہ علماء کا ملین کے لیے مشروع و مباح ہوگی اور ان جہتوں میں امتیاز امور متعلقہ بیعت کے ذریعہ کیا جائے گا۔

بے اندر کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ صرف حد جواز و اباحت میں ہے۔ بعض حالات میں اس کا کرنا بہتر ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس زمانہ میں صحابہ خلفاء راشدین کے زمانے میں یہ بیعت توبہ اس لیے متروک ہو گئی کہ بخیرت موجود تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے نورانی ہو چکے تھے۔ ان کا حال قال سے بڑھا ہوا تھا۔ عام حالات نے اس سے مستغنی کر دیا تھا۔ ان کو تزکیہ و اصلاح حال کے لیے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عام حالات سدھ ہوئے ہوں تو یہی اصلاح کے لیے کافی ہے۔ قول عمد و معاہدہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور خلفائے راشدین کے بعد کے زمانوں میں غیر خلیفہ کے ہاتھ پر اس بیعت کا رواج اس لیے نہیں تھا کہ بیعت خلافت کا گمان ہونے کی وجہ سے بغاوت کا الزام اور پھر فتنہ کا اندیشہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے صرف بیان جواز کے لیے کیا تاکہ کبھی موقع ہو تو اس پر عمل کر لیا جائے بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب تو لکھتے ہیں و ملائک فیہ ولاشبہ انہ اذابت عن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العبادۃ والعتماہ بشانہ فائدہ لایزال عن کونہ سنی فی الدین) (القول الجمل ص: 8)

تیسری قسم یعنی بیعت ارادت محض امور مباح سے ہے سنت یا واجب یا فرض نہیں ہے۔ اگرچہ اس مقصد کے لیے بیعت کرنے کی نظیر عہد رسالت و زمانہ خلافت راشدہ میں اور نہ بعد کے قرون خیر میں ملتی ہے کیوں کہ قرون مشرور لہذا یا نہر میں مقامات عرفان اور منازل احسان کے حصول کے لیے بیعت کا ذکر نہیں ملتا۔ البتہ جیسا کہ گرجا پر بیعت کی اقامہ ضرور موجود تھیں لیکن اس بیعت ارادت کو بدعت و ضلالت کہنا محل تامل ہے۔

بہر کیف ہمارے نزدیک اخلاص نیت اور آس حضرت ﷺ وورد و سلام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کرنا اصلاح باطن کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ مگر اگر کسی کامل شیخ کی صحبت نصیب ہو جائے تو اس کی صحبت اصلاح حال اور تطہیر باطن میں بہت مدد و معاون ہو جائے گی۔

اصل عمل صالح اور تقویٰ و خشیت الہی ہے اور انسان جب مستقی ہو جاتا ہے تو عرفان و احسان کے مقامات بقدر مقدر اس کے مقامات اس کے خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں کیوں کہ یہ سب ثمرات و نتائج ہیں اعمال صالحہ کے نہ نفس اعمال و مطلوب شارع۔

تصوف اور صوفی کی حقیقت اور رسمی صوفیوں کے مروجہ محدثہ مراسم و مکاتیب تلخیص الیاس لا ابن الجوزی بڑھے اور بیعت سے متعلق مفید بحث رسالہ بیعت للعلامہ سلامت اللہ بالجیراج فوری میں ملاحظہ کیجئے۔

ہذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2 - کتاب الإمارة

صفحہ نمبر 425

محدث فتویٰ

